© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

اداریہ

دور حاضر میں خرید وفروخت کی بہت سی ایسی صورتیں مروج ہیں جن میں فروخت شدہ شے پر قبضہ کے بغیر خریدار اسے دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ رسول ﷺ نے بیع قبل القبض سے منع فرمایا ہے۔

تجارت، لین دین اور باہمی معاہدہ کی مختلف دور میں مختلف صورتیں رائج رہی ہیں، بہت سے عقود اور معاملات بنیادی طور پر قدیم زمانہ میں بھی رائج تھے اور عہد جدید میں ان کی ترقی یافتہ صورتیں رائج ہو گئی ہیں، کہیں جو پہلے مطلق تھا اب مقید ہو گیا ہے اور کچھ جو پہلے مقید تھا اب مطلق ہو گیا ہے، آج کے دور میں زیادہ سے زیادہ فائدہ کی طلب مقصود ہوتی ہے، معاملات میں عدل وقسط کی رعایت کم سے کم یا معدوم ہے، اور غرر اور دھوکہ عام ہے، نہ ذہنوں میں خدا کا تصور ہے نہ آخرت کی جواب دہی کی فکر، اس لئے تجارت کے رائج طریقوں میں صرف مادی اور نقد نفع مطلوب رہ گیا ہے، ایسے نازک موقع پر ایک مسلمان کے لئے بہت سی دشواریاں کھڑی ہو جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ وہ تجارت کی دنیا میں جلا وطن نہیں ہوسکتا اور نہ محرمات اور ظلم کا مرتکب ہوسکتا ہے، اس لئے وہ صحیح احکام شرعی کو جاننے کے لئے بے چین ہے۔

علماء وفقہاء اسلام نے عبادات میں اصل حرمت اور حظر کو قرار دیا ہے، اور معاملات میں حلت واباحت کو، یعنی معاملہ اور عقد کی ہر وہ صورت جائز ہوگی جو نصوص میں کتاب وسنت اور قواعد شرع سے متعارض نہ ہو، عام طور پر ہمارے فقہاء نے معاملات میں سہولت کو پیش نظر رکھا ہے، اور مسائل اجتہاد میں دفع حرج دفع ضرر کے اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ایک امام مجتہد کے قول سے دوسرے امام مجتہد کے قول کی طرف رجوع کو جائز قرار دیا ہے۔

اس طرح کے تجارتی مسائل میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا خریدی ہوئی شے پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں اور اس کا منافع حاصل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ آج قبضہ کے عنوان سے بہت سارے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، مثلاً صرف کے وہ تمام عقود جن میں تقابض بدلین کا مجلس واحد میں ہونا ضروری ہے، کیا چیک، ڈرافٹ، کریڈٹ کارڈ یا دوسری سندات مالی کو قبضہ تصور کیا جائے گا یا نہیں؟ یا کریڈٹ کارڈ کے ذریعے ادائیگی کو فوری قبضہ تسلیم کیا جائے یا نہیں؟ بین الاقوامی تجارت میں جو آج زیادہ تر فون، فیکس اور ای میل کے ذریعے انجام پا رہے ہیں، کروڑہا کروڑ روپے کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاملات اور لین دین طے ہو جاتے ہیں جب کہ ہر دو فریق ہزار ہا میل کی دوری پر ہیں ، اسی طرح ایک ملک کا تاجر دوسرے ملک میں LC (سند اعتماد) کھلوا کر کاروبار کرتا ہے، دوسرے ملک کا تاجر مال کا شپمنٹ(shipment) کرتا ہے اور قبل اس کے کہ مال خریدار تک پہنچے خریدار محسوس کرتے ہوئے کہ بازار میں تیزی آچکی ہے اگر میں ابھی اس مال کو فروخت کر ڈالوں تو مجھے زیادہ نفع ملے گا،اس لئے وہ اس مال کو اپنے قبضہ میں آنے سے پہلے ہی جبکہ مال راستے میں ہے فروخت کر ڈالتا ہے،تجارت کی یہ صورتیں کئی سوالات کھڑے کرتی ہیں:

۱۔اتحاد مجلس کی صورتیں: کیا ٹیلیفون ،فیکس اور ای میل کی صورت میں بائع اور خریدار کی مجلس متحد قرار پائے گی اور وہ ایجاب وقبول جس میں اتحاد مجلس ضروری ہے اس صورت میں اس ضروری شرط کے پورا ہونے کی کیا صورت ہے؟

۲۔ قبضہ کی حقیقت کیا ہے؟اور اشیاء کی نوعیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے کیا قبضہ کی نوعیت بھی مختلف ہو جائے گی ، چیک یا ڈرافٹ پر قبضہ اصل نقد پر قبضہ تسلیم کیا جائے گا یانہیں؟

۳۔ اگر وہ شے جو خریدی گئی ہے درمیان میں ضائع ہو جائے تو اصل بائع پر اس کی ضمان ہوگی یا درمیان والے اس خریدار پر ضمان ہوگی جس نے اس کو تیسری پارٹی کے ہاتھ فروخت کیا ہے ،یا اس تیسری پارٹی کو اس نقصان کو بھگتنا پڑے گا ،پس **بیع مالم یقبض** کے ذیل میں **ربح مالم یضمن** کا سوال پیدا ہو جاتا ہے ،یعنی ایسا تو نہیں کہ کوئی شخص ایسی چیز سے فائدہ اٹھا رہا ہے جس کے ضائع ہو جانے کی صورت میں اس کے خسارہ اور نقصان کو اسے نہ بھگتنا پڑے۔

مشہور قاعدہ فقہیہ **الخراج بالضمان اور الغنم بالغرم** کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کے ضائع ہو جانے کی صورت میں اس کے نقصان کا ذمہ دار نہیں تو اس سے حاصل ہونے والے فائدہ کا بھی وہ ذمہ دار نہیں۔

یہ اور اس طرح کے کئی وہ سوالات ہیں جن کا حل عہد حاضر کے بہت سے تجارتی مسائل ،مشکلات اور دشواریوں کو حل کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

علماء کرام، سے التماس ہے کہ وہ ایسے مسائل پر علمی مناقشات کا اہتمام کریں ، المجلس الفقہی الاسلامی جو اس مقصد کے لئے قائم ہوئی تھی اگر اس کا وجود باقی ہے تو اسے ایسے جدید مسائل پر غور کر کے ان کا حل پیش کرنا چاہئے ، جدید دور کی بیع قبل القبض کی صورتوں کا کیا شرعی حکم ہے، اور اس کے ذیل میں جو دیگر مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کا کیا حل ہے؟

☆فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے☆

© rasailojaraid.com